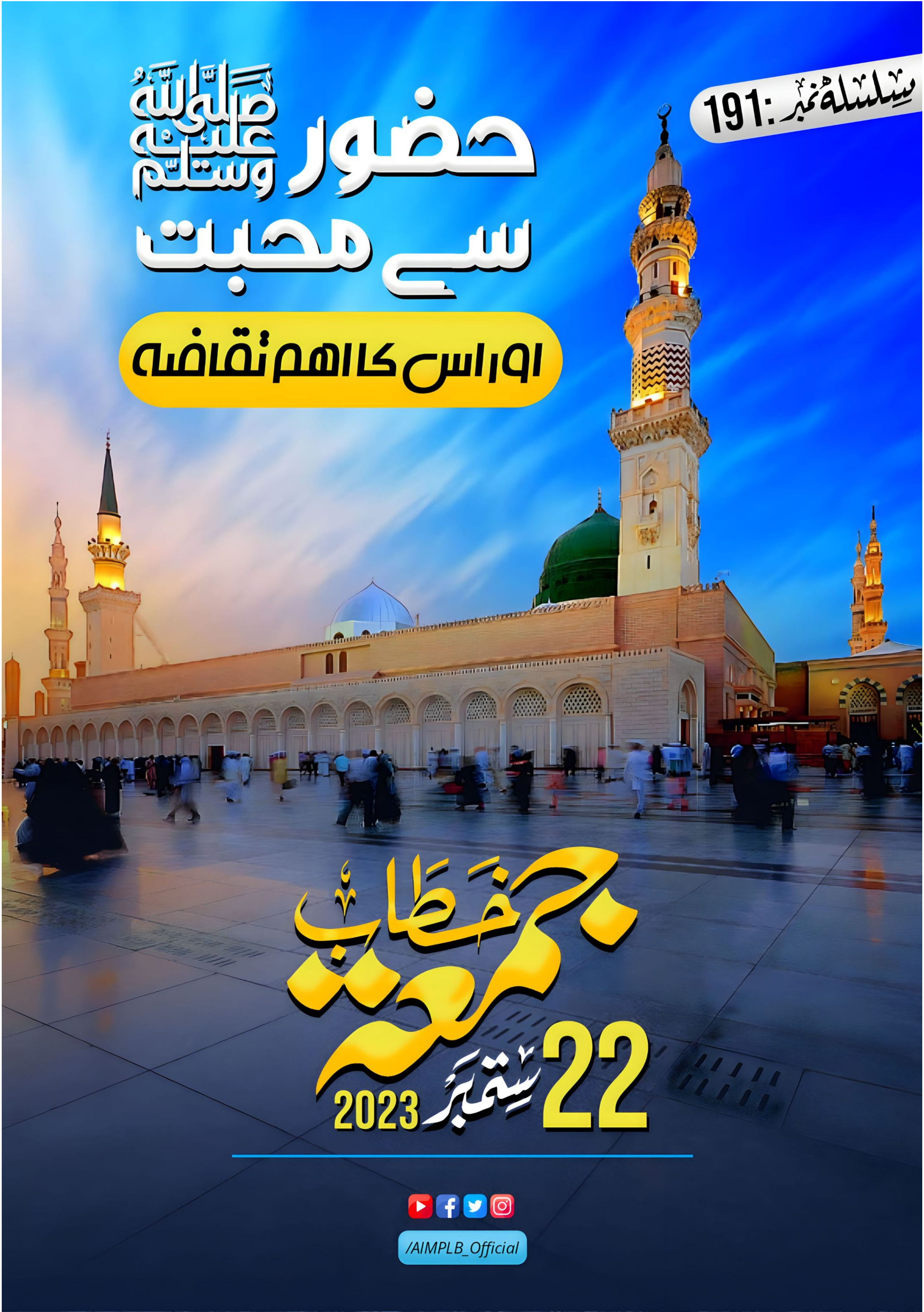
سلسلہ نمبر: 191
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت
اور اس کا اہم تقاضہ
خطابِ جمعہ
22 ستمبر 2023
/AIMPLB_Official

خطاب جمعہ، برائے ۲۲ ستمبر ۲۰۲۳ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اور اس کا اہم تقاضہ

الحمد للہ کفی، وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم: لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ، صدق اللہ مولانا العظیم.

اُمتِ مسلمہ کا اپنے نبی کے ساتھ تعلق کا معاملہ دوسری اقوام اور ان کے پیشواؤں سے بالکل جداگانہ ہے اور اس کے کئی وجوہ ہیں: اول یہ کہ دوسری قوموں نے مذہب کو علمی زندگی سے نکال باہر کیا ہے، یورپ میں حکومت اور کلیسا کی جنگ بالآخر اس بات پر ختم ہوئی کہ انسان کی عملی زندگی سے کلیسا کو کوئی تعلق نہیں ہے، مذہب کے خلاف یہ بغاوت اور اس بغاوت کی کامیابی نے پوری دنیا کی اقوام پر گہرا اثر ڈالا اور انسان پر مذہب کی جو کچھ گرفت تھی، وہ ڈھیلی پڑ گئی، اور تو اور جو مسلم ممالک یورپ سے متصل تھے یا وہ یورپ کے زیر اقتدار آ گئے تھے، وہ بھی اس کے اثر سے محفوظ نہ رہ سکے، ترکی اور انڈونیشیا وغیرہ اس کی واضح مثال ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان قوموں میں مذہبی پیشواؤں کی حیثیت زیادہ سے زیادہ ایک قابل احترام شخصیت کی ہو گئی، وہ لوگوں کے لئے قابل اتباع باقی نہیں رہے، بعض مذاہب میں تو پہلے ہی سے مذہبی پیشوا خدا کا درجہ رکھتے تھے اور ان سے ایسی دیومالائی کہانیاں متعلق تھیں کہ کسی انسان کے لئے ان کی اتباع ممکن ہی نہ تھی، اس لئے ان اقوام کو اپنی مذہبی شخصیتوں کی زندگی کو پڑھنے کی کوئی عملی ضرورت باقی نہیں رہی۔

مسلمانوں کا معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے، مسلمانوں کے یہاں بحمد اللہ کبھی علماء اور عوام کے درمیان اقتدار کی کھینچا تانی اور رسہ کشی نہیں پیدا ہوئی، نہ علماء نے اپنے مذہبی مقام کو عوام کے استحصال کے لئے استعمال کیا، نہ اپنے مخالفین کو زندہ جلانے کی کوشش کی اور نہ اپنے معتقدین سے ''مغفرت نامے'' فروخت کئے، اس لئے کبھی بھی علماء اور مسلمانوں کے درمیان کوئی ایسی جنگ کی صورت پیدا نہیں ہوئی، جو یورپ میں کلیسا اور عوام کے درمیان ظہور میں آئی تھی، پھر اسلام نے پیغمبر اسلام کو ایک انسانی نمونہ کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور آپ کی تعلیمات اتنی سادہ اور فطرت انسانی سے ہم آہنگ ہیں کہ ان پر عمل کرنا چنداں دشوار نہیں؛ اس لئے اس اُمت کا تعلق اپنے پیغمبر سے صرف تعظیم واحترام کا نہیں؛ بلکہ اطاعت واتباع کا بھی ہے اور اسلام ہم پر اسے واجب قرار دیتا ہے، قرآن ہمیں بار بار اللہ کے ساتھ ساتھ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور فرامین پر عمل کا حکم دیتا اور اس سے روگردانی کو کفر قرار دیتا ہے، قُلۡ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡکٰفِرِیۡنَ. (آل عمران: ۳۲) اور اسے ایمان کی کسوٹی کہتا ہے: وَ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗۤ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ. (انفال: ۱) بلکہ فرمایا گیا کہ رسول کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے: مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ (النساء: ۸۰)

رسول کے احکام کی حیثیت قانون شریعت کے بنیادی سرچشمہ کی ہے، اس لئے حکم ربانی ہوا کہ رسول جو بھی حکم دیں، اس کی تعمیل کرو، اور جس بات سے منع فرمائیں، اس سے بچو، مَاۤ اٰتٰىکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡہُ ٭ وَ مَا نَهٰىکُمۡ عَنۡہُ فَانۡتَهُوۡا (حشر: ۷) جب رسول کسی بات کے بارے میں فیصلہ کر دیں تو اب انسان کو اس سلسلہ میں کوئی اختیار حاصل نہیں (احزاب: ۳۶) بلکہ اختلاف ونزاع کے موقع پر جو شخص رسول کے فیصلہ پر راضی اور احکام نبوی کو اپنے آپ پر جاری وساری کرنے کے لئے آمادہ نہ ہو، وہ مسلمان ہی نہیں ہو سکتا: فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوۡکَ فِیۡمَا شَجَرَ بَیۡنَهُمۡ، (النساء: ۶۵) آپ کے ارشادات ہی کی اطاعت کافی نہیں؛ بلکہ آپ کے عمل کی اتباع وپیروی بھی ضروری ہے۔ (بقرہ: ۱۴۳) بلکہ رسول کی اتباع اللہ سے محبت کا لازمی تقاضا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع انسان کو خود خالق تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے: قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ، (آل عمران: ۳۱) چنانچہ آپ کی ذات وصفات کو اُمت کے لئے بہترین نمونہ اور آئیڈیل قرار دیا گیا: لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب: ۲۱) جب آپ کا

تعلق کسی شخصیت سے اطاعت واتباع کا ہوتو اس کی حیات اور تعلیمات کو پڑھنا ناگزیر ہے، کیوں کہ اس کے بغیر اس کی اتباع واطاعت ممکن ہی نہیں۔

دوسرے: پیغمبر سے انسانیت کا تعلق لازمی محبت اور احترام کا ہے؛ کیوں کہ وہ خدا کا فرستادہ اور اس کا مقبول بندہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس بات کی بھی اجازت نہیں دی کہ گفتگو کے درمیان ان کی آواز رسول کی آواز سے بلند ہوجائے، لَاتَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (الحجرات: ۲) اور ارشاد ہوا کہ رسول کو متوجہ کرنے کا وہ انداز نہ ہونا چاہئے، جو لوگوں کا ایک دوسرے سے ہوتا ہے، لَاتَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (النور: ۶۳) اور مجرد احترام وتعظیم ہی کافی نہیں؛ بلکہ نبی کی والہانہ اور وارفتہ کردینے والی محبت بھی ضروری ہے، ایسی محبت جو اولاد اور اپنی جان وتن سے بھی بڑھ کر ہو، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک صاحب ایمان نہیں ہوسکتا، جب تک میں اسے اس کے ماں باپ، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں (بخاری، حدیث نمبر: ۱۵، مسلم، حدیث نمبر: ۴۴) اور واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کے دل میں اپنے پیغمبر کی ایسی محبت رچا بسادی ہے کہ پاکیزہ، سچی اور حقیقی محبت کی ایسی کوئی مثال نہیں مل سکتی۔

چنانچہ یہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام اور آپ کی محبت ایمان کا لازمی جزو ہے اور (خدانخواستہ) آپ کی توہین یا آپ سے بے تعلقی کفر وارتداد کا باعث ہے، یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے، سلفِ صالحین کا حال تو یہ تھا کہ وہ نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے بلکہ آپ کی طبعی مرغوبات بھی ان کو محبوب ہوتی تھیں، اور کوئی شخص ان کے بارے میں ناپسندیدگی اور بے رغبتی کا اظہار کرتا تو ان سے برداشت نہیں ہوتا؛ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت اور عمل کے استہزاء کو فقہاء نے موجب کفر قرار دیا ہے، اس درجہ کی محبت اور عظمت اس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتی، جب تک کوئی شخص آپ کی حیات طیّبہ کا مطالعہ نہ کرے؛ اس لئے کہ جب تک انسان کسی کی شخصیت، اس کی پاکیزہ حیات اور اس کے کردار کی عظمت سے واقف نہ ہو، نہ اس کے دل میں حقیقی معنوں میں اس شخص کی عظمت جاگزیں ہوسکتی ہے اور نہ سچی محبت پروان چڑھ سکتی ہے، دوسری اقوام کا معاملہ اس سے مختلف ہے، ایک شخص رام جی کی پرستش کرکے بھی ہندو ہوتا ہے اور رام کا پتلا جلا کر بھی، عیسائیوں کے یہودیوں سے گرم جوش تعلقات دیکھئے اور اس پر بھی نظر رکھئے کہ یہودی حضرت مسیح علیہ السلام کو آج بھی ولدالزنا اور حضرت مریمؑ کو زانیہ کہتے ہیں، پھر سوچئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کتنی محبت و عظمت ان کے قلوب میں ہے؟

تیسرے: اسلام کی تمام تعلیمات کی اساس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ ہے اور شریعت کے تمام احکام کا مدار آپ کی ذات والاصفات ہے، ہم خدا کو ایک مانتے ہیں، وحی ورسالت کے نظام پر یقین رکھتے ہیں، آخرت پر ہمارا ایمان ہے، کچھ چیزوں کو فرائض وواجبات اور کچھ چیزوں کو حرام ومکروہ تصور کرتے ہیں، کچھ احکام حلال اور مباحات کے قبیل سے ہیں، ان تمام اعتقادی وعملی احکام کی بنیاد کتاب اللہ اور سنت رسول ہے، کتاب اللہ سے مراد وہ کتاب الٰہی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور سنت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات اور معمولات سے عبارت ہے، غرض دین کے یہ دونوں ہی مصادر آپ ہی کی ذات سے متعلق ہیں؛ اس لئے دین حق کے دشمنوں نے ہمیشہ آپ کی ذات کو ہدف بنانے کی کوشش کی ہے، صلیبی جنگوں میں شکست وہزیمت کے بعد جب اہل مغرب اس بات سے مایوس ہوگئے کہ وہ جنگ کے میدان میں عالم اسلام کو زیر کرسکیں گے، تو انھوں نے علم وقلم کے ہتھیار سے اسلام پر حملہ کرنا شروع کیا اور یوں تو انھوں نے قرآن وسنت کے استناد واعتبار سے لے کر احکام شریعت کی معقولیت اور اسلامی تاریخ تک ہر شعبۂ دین کو اپنے حملہ کا نشانہ بنایا؛ لیکن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ ان کی یلغار کا خاص ہدف رہی ہے؛ کیوں کہ آپ ہی کی ذات پر دین کی بنیاد ہے، اگر آپ کی شخصیت کو مجروح ومشکوک کردیا جائے، تو دین کی پوری بنیاد ہی منہدم ہوجائے گی؛ چنانچہ مستشرقین نے اس موضوع پر اتنا کچھ لکھا ہے کہ اس کی فہرست بندی کے لئے بھی مستقل کتاب درکار ہے۔

یہ سب کچھ زیادہ تر انگریزی اور دوسری یورپین زبانوں میں ہوا ہے اور بدقسمتی سے اس وقت یہی زبانیں علم وتحقیق اور ایجادات واختراعات کی

نمائندہ ہیں، اس لئے اس دور میں نہ صرف غیر مسلم بلکہ جدید تعلیم یافتہ مسلمان بھی ان زبانوں کو سکہ رائج الوقت کی طرح اختیار کرنے پر مجبور ہیں، اور وہ نہ صرف اپنے فن کی کتابیں بلکہ مذہب اور تاریخ بھی ان ہی زبانوں کے واسطہ سے پڑھتے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جن لوگوں کو سیرت کی مستند کتابیں پڑھنے، یا اہل علم سے استفادہ کرنے کا موقع نہیں ملا ہے، ان کے دلوں میں بھی شکوک وشبہات کے کانٹے چبھنے لگتے ہیں اور وہ بھی مغرب کے ''دام ہم رنگ زمین'' کے اسیر ہوئے جاتے ہیں، حالانکہ اولاً تو مستشرقین کی تحریریں اسلام کے بارے میں تعصب اور تنگ نظری سے خالی نہیں ہوتیں، دوسرے مستشرق مصنفین کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے، جو عربی زبان سے براہ راست واقف نہیں تھی، جن کی معلومات واسطہ در واسطہ ہیں اور وہ لکیر کے فقیر کی طرح ایسی باتوں کو دہرائے جاتے ہیں، جن کی نامعقولیت بار بار واضح کی جا چکی ہے۔

غرض کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع کے لئے، ایمان کی حفاظت کے لئے، مطلوبہ محبت واحترام سے اپنے دل ودماغ کو معمور رکھنے کی غرض سے اور اعدائے اسلام کی فتنہ سامانیوں اور قلمی شرانگیزیوں سے بچنے کے لئے سیرت نبوی کا مطالعہ وقت کی نہایت ہی اہم ضرورت ہے، جسے کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا؛ اس لئے مسلمان نوجوانوں کو خاص کر سیرت کی کتابیں پڑھنی چاہئے اور مسلم انتظامیہ کے تحت قائم تعلیم گاہوں کے ذمہ داروں کو اس کا اہتمام کرنا چاہئے کہ وہ سیرت کی کوئی مناسب کتاب ضرور اپنے بچوں کو پڑھائیں۔

یہ بھی ایک اہم سوال ہے کہ سیرت کا مطالعہ کس طرح کیا جائے؟ - رسول اللہ صلی اللہ کی سیرت کے دو حصے ہیں، ایک حصہ تو آپ کے فضائل و مناقب کا ہے، یہ تو بے شمار ہیں، اور بقول شاعر: ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر!'' یعنی حاصل یہ ہے کہ خدا کے بعد آپ کی ذات سب سے بزرگ و برتر ذات ہے، عام طور پر ہمارے یہاں سیرت کے جلسے اسی موضوع کے لئے مخصوص ہو گئے ہیں، مجھے اس کی اہمیت سے انکار نہیں؛ لیکن مطالعہ سیرت کے لئے صرف اسی ایک پہلو کو کافی سمجھنا صحیح نہیں ہے، سیرت کے مطالعہ کا ایک طریقہ یہ ہے کہ آپ کی سیرت کو اپنی عملی زندگی کے لئے آئینہ بنایا جائے اور اس کو سامنے رکھ کر انسان اپنی اصلاح کرے اور اپنے اعمال واخلاق کو سنوارے۔

عبادات اور شرعی احکام کے معاملہ میں تو ہم سنت نبوی کی طرف رجوع کرتے ہی ہیں؛ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ اجتماعی زندگی، سیاسی حکمت عملی اور دوسری اقوام کے ساتھ سلوک وتعلق کے معاملہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو ہم اپنے سامنے رکھیں، ہم دیکھیں کہ کہاں مسلمانوں کے حالات مکی زندگی کے سے ہیں، اور وہاں ہمارا رویہ کیا ہونا چاہئے؟ کہاں ہمارے حالات مدنی زندگی اور صلح حدیبیہ سے پہلے کے سے ہیں؟ اور وہاں ہمارے لئے اسوۂ نبوی کیا ہے؟ کس مرحلہ پر ہمیں صلح حدیبیہ کی ضرورت ہے؟ اور کہاں جرأت فرزانہ درکار ہے؟

افسوس ہے کہ ہم نے بھی اپنی قومی زندگی اور ملی مسائل میں ان لوگوں کی طرح جو خدا اور رسول اور دین وشریعت پر ایمان نہیں رکھتے، صرف مادی نفع ونقصان کے اعتبار سے غور کرنا اور منصوبے بنانا شروع کر دیا ہے، حالانکہ بحیثیت مسلمان ہمیں ہر موڑ پر اسوۂ حسنہ کو ملحوظ رکھنا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ اس موقع پر ہمارے لئے کیا رہنمائی ملتی ہے؟ اس میں ہماری دنیا کی کامیابی بھی ہے اور آخرت کی فلاح بھی۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

•••

سوشل میڈیا ڈیسک (آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ)

ہر ہفتہ خطاب جمعہ حاصل کرنے کے لیے درج ذیل نمبر پر اپنا نام اور پتہ ارسال کریں

9834397200